رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا

پندرہویں صدی کا

عظیم فتنہ

جس کے خلاف

صدی کا امام ربانی (حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ) زندگی کے آخری سالوں میں جدّ و جہد کرتا رہا

مُرتّبہ

محمد اقبال مدینہ منورہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پندرھوں صدی کا

عظیم فتنہ

مُرتّبہ

حَضرت اقدس صُوفی **مُحمّد اقبَال** صَاحب (مدنی)

معاونت خصوصی برائے ترتیب وکمپوزنگ

حضرت جناب **آفتاب احمد** (مدینہ منورہ)

ترتیب وکمپوٹر کمپوزنگ: محمد نور باری

مکتبہ اقبالیہ

نور حراء پبلیشرز

ای میل: noorbari786@gmail.com فونِ: 0092-312-2502281

۱۳ ذالحجہ ۱۴۴۳

حَامِداً وَّ مُصَلِّیاً وَّ مُسَلِّماً، ابلیس لعین کا سب سے بڑا کارنامہ تلبیس ہے، اسلیے بسا اوقات ایک صحیح بات کی خوب تائید کر کے اسی سے روکنے کی کوشش کرتا ہے۔ مثلاً نماز روزہ جو کہ ارکانِ اسلام ہیں، ان کی اہمیت کم کرنے کے لیے مہذب گمراہ (مودودی صاحب) عبادت کی تعریف میں لکھتے ہیں:۔۔۔۔۔ "انسان کے مذہبی تصورات میں عبادت کا تصور سب سے پہلا اور اہم تصور ہے، بلکہ صحیح یہ ہے کہ مذہب کا بنیادی تصور عبادت ہی ہے یہی وجہ ہے کہ آج تک نوعِ انسانی کے جتنے مذاہب کا پتہ چلا ہے اُن میں سے ایک بھی عبادت کے تخیل و تصور سے خالی نہیں"۔ (تفہیمات)

مگر دوسرے مقام پر عبادت اور ارکانِ اسلام جس کو حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مشہور حدیثِ جبریل میں اسلام اور دین فرمایا، اس میں سب سے بڑی عبادت نماز کے متعلق مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ:۔۔۔۔۔ "آپ سمجھتے ہیں کہ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا، گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر جھکنا، زمین پر ہاتھ ٹیک کر سجدہ کرنا اور چند مقررہ الفاظ زبان سے ادا کرنا، بس یہی چند افعال و حرکات بجائے خود عبادات ہیں"۔

اسی طرح خطبات ہی میں انہی عبادات نماز، روزہ، حج وغیرہ کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ:۔۔۔۔۔ "مدتوں سے تم کو اس غلط فہمی میں رکھا گیا ہے کہ یہ عبادتیں محض پوجا پاٹ کی قسم کی چیزیں ہیں تمہیں یہ بتایا ہی نہیں گیا کہ یہ ایک بڑی عبادت کی تیاری کیلئے ہیں۔ (اور یہ اصل عبادت کے لیے بطور ٹریننگ کورس ہیں)"

اسی طرح تصوّف کے بارہ میں رسالہ "خطبات" میں تو تصوّف کو روحِ دین قرار دیا مگر دوسری کتاب "تجدید احیاءِ دین" میں لکھتے ہیں:۔۔۔۔۔ "پہلی چیز جو مجھ کو (حضرت) مجدد الف ثانی کے وقت سے شاہ صاحب (شاہ ولی اللہ) اور ان کے خلفاء تک کے تجدیدی کام میں کھٹکتی ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کی بیماری کا پورا اندازہ نہیں لگایا اور ان کو پھر وہی غذا دی جس سے ان کو مکمل پرہیز کی ضرورت تھی"۔

اس طرح کی ساری تلبیسات کی تفصیل حضرت شیخ الحدیثؒ کی کتاب "فتنہ مودودیت" اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی دامت برکاتہم کی کتاب "عصرِ حاضر میں دین کی تفہیم و تشریح" میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

غیر مہذب گمراہوں کی تلبیس

اسی طرح غیر مہذب گمراہ قسم کے بھنگی چرسی جو اپنے کو قلندر کہتے ہیں وہ بھی نماز، روزہ وغیرہ کا اقرار کرتے ہوئے اپنے مریدوں کو نماز کے ظاہری ارکان کی بجائے حقیقی نماز کی تلقین کرتے ہیں کہ اس ظاہری نماز کی کوئی ضرورت

نہیں، حقیقت نماز جو کہ توجہ الی اللہ ہے، اُس میں ہر وقت مصروف رہنا چاہیئے تاکہ قرآنِ پاک کے فرمان ھُمْ عَلٰی صَلٰوتِھِمْ دَائِمُوْنَ، پر عمل ہو۔

ظاہر ہے کہ صورت اور حقیقت تو ہر چیز میں پائی جاتی ہے اور بغیر حقیقت کے صورت کا چنداں فائدہ نہیں، لیکن احکامات میں وہی حقیقت معتبر ہے جو صورت کے اندر پائی جائے۔ یعنی نماز کی وہی حقیقت معتبر ہے جو نماز کے ظاہری ارکان یعنی صورت میں پائی جائے۔ چنانچہ حدیث شریف کی ساری کتابوں میں اب تک شریعت کے ہر جزو کے الگ الگ باب لکھے ہوئے ہیں، کہیں بھی صورت اور حقیقت کو الگ الگ بیان نہیں کیا گیا، جہاں بھی نماز، روزہ، ذکر اللہ اور تلاوت وغیرہ کا حکم ہے اور اس کے فضائل بیان کئے گئے ہیں وہاں اس سے صورت اور حقیقت دونوں ہی مراد ہیں۔

ذکر اللہ کے بارہ میں تلبیس

اس تمہید کے بعد واضح ہو کہ آجکل ذکر اللہ کے مفہوم میں صورت اور حقیقت کے الفاظ کے ذریعہ ذکر اللہ کی حقیقت شرعیہ میں تحریف اور تلبیس بہت اچھے الفاظ سے کی جا رہی ہے۔ ذکر اللہ کے بعض مخالفین ذکر کے فضائل میں گھنٹوں تقریر کر کے آخر میں چپکے سے کہہ دیتے ہیں کہ "بھائیو! مگر ذکر کی حقیقت سمجھ لینی چاہیئے، ذکر محض اللہ اللہ کرنے، لا الٰہ الا اللہ کا ورد کرنے کو ذکر نہیں کہا جاتا بلکہ حقیقی اور اعلیٰ درجہ کا ذکر معاملات کی صفائی اور دین کے فروغ میں جدوجہد کرنا وغیرہ جملہ احکام پر عمل کرنا ہے، جو اس میں مصروف ہے وہ اعلیٰ درجہ کا ذکر کرنے والا ہے، اس کو ذکر لسانی کے اہتمام کی ضرورت نہیں۔"

(ذکر اللہ سے روکنے کے لیے) جو مندرجہ بالا الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں بلاشک وہ اپنی جگہ صحیح ہیں اور اکابرین کے ملفوظات سے ماخوذ ہیں، مثلاً حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے زمانے کے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں یہ الفاظ مل جائیں گے، مگر یہ ملحوظ رہے کہ ذکر اللہ کے مفہوم میں یہ وضاحت وہ حضرات کر رہے ہیں جو خود لاکھوں کی تعداد میں ذکر لسانی کرتے رہے اور اپنے مریدوں اور شاگردوں کو ذکر لسانی کی پُرزور تاکید کرتے رہے ہیں جس سے ان کے مکتوبات و ملفوظات بھرے پڑے ہیں، کیونکہ حقیقی ذکر یعنی احکامات میں اللہ کا دھیان جب ہی پیدا ہو سکتا ہے جب لسانی ذکر کی کثرت کر کے دل

میں اللہ کا دھیان جم جائے اور اعمال میں اخلاص آجائے۔ یہ بات چاہے لسانی ذکر سے پیدا ہو جائے یا کسی کو کسی دوسرے طریقہ مثلاً صحبتِ اولیاء وغیرہ سے حاصل ہو جائے تو پھر اس کے جملہ اعمال ذکر اللہ کہلائیں گے ورنہ تو وہ اعمال ذکر کی ضد یعنی غفلت ہی شمار ہوں گے۔

شریعت میں دین کے ہر شعبہ کو الگ الگ بیان کیا گیا ہے، تقریباً تمام کتب احادیث و فقہ میں عبادات، معاملات، معاشرت، اخلاق، خدمتِ خلق، تعلیم و تبلیغ، جہاد اور ذکر اللہ سب کے احکام اور فضائل میں الگ الگ ابواب ہیں، اور ہر شعبہ کا ایک الگ معروف اور متواتر مفہوم اور اس کی ایک حقیقتِ شرعیہ ہے، سب کو خلط کرنا دین میں تحریف کرنے کے مترادف ہے۔ مثلاً خلوصِ نیت اور احکام کا خیال کرتے ہوئے ہر کام ذکر اللہ اور عبادت بن جاتا ہے، مثلاً جو بیع و شریٰ میں شرعی احکام کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ملحوظ رکھتا ہو تو اس کو ان معاملات میں عبادت کا ثواب ملے گا، اور اس کی اس خرید و فروخت کو مجازاً ذکر اللہ اور عبادت کہیں گے، اگرچہ ذکر کی حقیقتِ شرعیہ معاملات سے الگ ہے، معاملات کا نام ذکر اللہ نہیں۔ اسی طرح جہاد، تبلیغ وغیرہ بھی ذکر اللہ نہیں بلکہ ان اعمال میں ذکر اللہ کو شامل رکھنے کا حکم ہے۔ وَ اِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا۔ (الآیۃ) میں ہے۔

حتیٰ کہ دعا کرنا جس کی روح ہی توجہ الی اللہ یعنی حقیقی ذکر ہے، اس کے باوجود دعا اور ذکر دونوں کی الگ الگ حیثیت ہے۔ چنانچہ ذکر اللہ کے فضائل میں خود اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کو میرے ذکر نے دعا مانگنے سے روک دیا میں اس کو دعائیں مانگنے والے سے افضل دوں گا، معلوم ہوا کہ دعا، گو ذکر ہے لیکن ذکر دعا نہیں ہے۔ شریعت میں ذکر کرنا تو الفاظ کے ساتھ زبان سے یا دل سے اللہ پاک کا نام لینے کو کہتے ہیں، جب حدیثِ پاک میں آیا ہے اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اللہ پاک کا نام رٹنا سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا ہے۔ اسی لسانی ذکر یعنی معروف ذکر اللہ کی کثرت مشائخ کی نگرانی میں کرنے سے دل میں وہ بات پیدا ہو جاتی ہے جو سب اعمال کو ذکر اللہ بناتی ہے اور پھر دین کے سارے کاموں کے ذکر کہلانے کی شرائط وجود میں آتی ہیں، وہ بات اخلاص اور اللہ جل شانہٗ کا دھیان ہے، جس کے بغیر سارے اعمال غفلت والے اور بے روح ہوں گے بلکہ باعثِ عُجب و فتنہ بن جائیں گے۔

حیرانی ہے کہ آجکل اعمال کے ذکر اللہ بن جانے والی شرائط کے بغیر غفلت والے اعمال کو ذکر اللہ بلکہ اعلیٰ درجہ کا ذکر کہا جاتا ہے اور حقیقی ذکر کا جو طریقہ ہے اس سے روکا جاتا ہے۔

الحاصل حقیقی اور اعلیٰ ذکر کا نام لے کر اس کے حصول کے ذریعہ و معروف لسانی اذکار سے غفلت کرادی جاتی ہے تاکہ نہ ادنیٰ ہاتھ میں رہے نہ اعلیٰ حاصل ہو۔

اسی ذکر اللہ کے فروغ کو وقت کا اہم دینی تقاضا قرار دیتے ہوئے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہٗ نے جو کوششیں کیں اُن کی تفصیل رسالہ "مجالسِ ذکر"، مطبوعہ "عمران اکیڈمی ۱۹ عربی اردو بازار لاہور" میں ملاحظہ فرمائیں۔ تعلق باللہ اور خلوص کا فقدان اور قلب کا بگاڑ تمام اعمال، عبادات، معاملات، سیاسیات اور تعلیم و تبلیغ میں فتنوں کا سبب ہے جس کا علاج حدیث پاک میں تو ذکر اللہ ہی آیا ہے، لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةٌ وَ صِقَالَةُ الْقُلُوْبِ ذكر الله اور اسی مضمون کی صدہا احادیث ہیں۔ اس چیز کو سلف اور خلف نے نہایت اہم سمجھا اور سارے ہی اکابر نے اس کو دل و جان سے اپنایا اور دینی استقامت اور پختگی کے لیے نہایت ضروری جانا۔ اس کی مخالفت ہو رہی ہے اور اس کے مفہوم شرعی کے بدلنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ائمہ ہدایت اکابرین کی اتباع نصیب فرمائے اور دورِ حاضر کے نام نہاد مفکرینِ اسلام کی تلبیسات سے محفوظ رکھے۔ آمین

اللّٰھم ارنا الحق حقًّا وارزقنا اتباعہٗ وارنا الباطل باطلًا وارزقنا اجتنابہٗ۔ وصلی اللہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ سیدنا ومولانا محمدٍ وّ علٰی الہٖ وصحبہٖ اجمعین برحمتک یا ارحم الرّٰحمین۔

محمد اقبال — مدینہ منورہ
حال وارد لاہور، ۱۳ ذیقعدہ سنہ ۱۴۰۱ھ